# خودکشی قرآن وسنت وفقہ اسلامی کی روشنی میں

عمیر محمود صدیقی

ریسرچ اسکالر، شعبہ قرآن وسنہ

اللہ رب العزت کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت عظمی جسم میں جان کا ہونا ہے۔ مقاصد شریعہ میں جہاں انسان کی عقل، نسب، عصمت و مال کی حفاظت کا خیال رکھا گیا ہے وہاں خصوصی طور پر انسانی جان کو اہمیت دی گئی ہے اور قصاص و دیت جیسے احکامات اللہ رب العزت نے انسانی جان ہی کی حفاظت وصیانت کیلئے فرض فرمائے ہیں۔ بلا تفریق رنگ ونسل، مذاہب وفرق اللہ رب العزت انسانی جان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

**من قتل نفسا بغير نفس او فساد فی الارض فكانما قتل الناس جميعا ومن احياها فكانما احيا الناس جميعا. (المائدة: ۳۲)**

جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلا لیا اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا۔

انسانی جان کی اتنی اہمیت ہے کہ حالت اکراہ میں جان بچانے کیلئے بظاہر زبان سے کلمہ کفر ادا کرنے کی بھی اجازت ہے جب کہ انسان کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

**من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان ولكن من شرح بالكفر صدرا فعليهم غضب من الله ولهم عذاب عظيم (النحل: ۱۰۶)**

"جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو سوا اس کو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔"

اس آیت کے بارے میں ملا جیون علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"یہ آیت مقدسہ اس وقت نازل ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے قریش کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں انکے باطل خداؤں سے منہ موڑنے کا حکم فرمایا تو وہ بھڑ گئے اور جب ان کا بس طاقتور لوگوں پر نہ چلا تو انہوں نے کمزور اور عاجز جیسے حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت عمار اور ان کے والدین

حضرت یاسر اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ کو کفر کی طرف لوٹنے پر مجبور کیا تا کہ وہ مرتد ہو جائیں، لیکن انہوں نے ان کے جبر کو قبول نہ کیا یہاں تک کہ ایمان پر ثابت رہے اور ان کی تکالیف برداشت کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بہت کمزور تھے اور ان کے پاس سے بھاگنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے تھے تو اپ نے زبان سے ان کے سامنے کفر کا کلمہ کہا حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل ایمان پر مطمئن تھا۔ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ عمار نے کفر کر دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

**کلا ان عمار املی ایمانا من قرنه الیٰ قدمه و اختلط الایمان بلحمه و دمه.**

''ہرگز نہیں عمار سر سے لے کر پاؤں تک ایمان میں ڈوبا ہوا ہے اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں رچ بس گیا ہے۔''

پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں روتے ہوئے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے آنسوؤں کو دور فرمایا اور اپنے مبارک کپڑے سے ان کی مبارک آنکھوں کو پونچھا اور فرمایا:

**یا عمار کیف وجدت قلبک حین اکرهت فقال: مطمئنا بالایمان فقال علیه السلام ان عادو الک فعدلهم.**

''اے عمار! جب تمہیں مجبور کیا گیا تو تم نے اپنے دل کو کیسا پایا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے دل کو ایمان پر مطمئن پایا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اگر آئندہ وہ پھر ایسا کریں تو تم بھی ایسا کرنا۔''(۱)

## خودکشی اور قرآن حکیم

انسان کو جب زندگی کے مسائل اور اس کی محرومیاں چاروں طرف سے گھیر لیں اور یہ انسان اس حالت میں اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جائے تو بعض اوقات یہ خودکشی جیسا انتہائی قدم بھی اٹھا لیتا ہے جس سے اس کا مقصد اپنی زندگی کو ختم کر کے مسائل و تکالیف سے نجات پانا ہوتا ہے۔ تاہم یہ مسائل موت کے ساتھ ختم نہیں ہوتے بلکہ انسان ایک ابدی عذاب میں خود کو مبتلا کر لیتا ہے۔ اسلام میں اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے اور اپنی جان کو تلف کرنے کی انتہائی سخت مذمت کی گئی ہے۔ یہ جان انسان کے پاس اللہ کی امانت ہے۔ اس لئے خود کو قتل کرنے کا انسان کو نہ تو حق ہے اور نہ ہی یہ شرعی طور پر جائز ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

**قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ**

الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. (الزمر: ۵۳)

''تم فرماؤ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا (النساء: ۲۹)

''اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

وانفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة واحسنوا ان الله یحب المحسنین. (البقرة: ۱۹۵)

''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔''

ان تمام آیات مقدسات میں اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی رحمت سے مایوس نہ ہونے کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ رب العزت انتہائی رحیم کریم ہے اور احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے خودکشی پر جو چیز انسان کو ابھارتی ہے اس کا بنیادی سبب مایوس ہونا ہے انسان کو چاہیے کہ اگرچہ اس کے تمام دنیاوی علائق و اسباب منقطع ہو جائیں اور ہر سمت سے مایوسی اور محرومی کے اندھیرے اسے گھیر لیں وہ اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور نہ ہی اپنی جان کو قتل کرے اور نہ ہی خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈالے۔ صبر اور استغفار کی کثرت کو اختیار کرنے سے اللہ رب العزت تمام مشکلات کو آسان فرما دیتا ہے۔

## خودکشی اور احادیث طیبہ

نبی کریم ﷺ نے اپنی احادیث طیبہ میں خودکشی کرنے والے کی سخت مذمت فرمائی ہے اور خودکشی کرنے والے کے لئے احادیث کے مطابق دردناک عذاب کی وعید ہے احادیث طیبہ میں ہے۔

### پہلی حدیث:۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ روایت فرماتے ہیں:

حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب حدثنا خالد بن الحارث حدثنا شعبة عن سليمان قال سمعت ذكوان ان يحدث عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله

علیه وسلم قال من تردیٰ من جبل فقتل نفسه فهو فی نار جهنم یتردی فیه خالدا مخلدا فیها ابدا ومن تحسی سما فقتل نفس فسمه فی یده یتحساه فی نار جهنم خالدا مخلدا فیها ابدا ومن قتل نفسه بحدیدة فحدیده فی یده یجأ بها فی بطنه فی نار جهنم خالدا مخلدا فیها ابدا.(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو پہاڑ سے نیچے گرا اور خودکشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں ہے وہ اس میں ہمیشہ گرتا رہے گا۔ جس نے زہر پیا اور خودکشی کی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جہنم کی آگ میں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا جس نے خود کو لوہے سے قتل کیا تو اس کا لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے اپنے پیٹ میں مارے گا جہنم کی آگ میں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔''

اس حدیث میں خودکشی کرنے والے کو دیئے جانے والے عذاب کو بیان کیا جارہا ہے کہ جس طرح سے اس نے دنیا میں اللہ کے حکم کے برخلاف خود کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کیا ہوگا وہ جہنم میں ایک طویل مدت تک اسی طرح سے خود کو مارتا رہے گا۔

دوسری حدیث:۔

امام بخاری ایک اور حدیث روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدثنا قتیبة حدثنا یعقوب بن عبد الرحمن عن ابی حازم عن سهل بن سعد الساعدی رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم التقی هو والمشرکون فاقتتلوا فلما مال رسول الله صلی الله علیه وسلم الی عسکره ومال الاخرون الی عسکرهم وفی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم رجل لا یدع لهم شاذة ولا فاذة الا اتبعها یضربها بسیفه فقال ما اجزا منا الیوم احد کما اجزأ فلان فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما انه من اهل النار فقال رجل من القوم انا صاحبه قال فخرج معه کلما وقف معه واذا اسرع أسرع معه قال فجرح الرجل جرحا شدیدا فاستعجل الموت فوضع نصل سیفه بالارض وذبابه بین ثدییه ثم تحامل علی سیفه فقتل نفسه فخرج الرجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اشهد انک رسول الله قال وما ذاک قال

الرجل الذی ذکرت انفا انه من اهل النار فأعظم الناس ذلک فقلت أنا لکم به فخرجت فی طلبه ثم جرح جرحا شدیدا فاستعجل الموت فوضع نصل سیفه فی الارض وذبا به بین ثدییه ثم تحامل علیه فقتل نفسه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم عند ذلک ان الرجل لیعمل عمل اهل الجنه فیما یبدو للناس وهو من اهل النار وان الرجل لیعمل عمل اهل النار فیما یبدو للناس وهو من اهل الجنه (۳)

''حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین میں مقابلہ ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر میں واپس لوٹے اور دوسرے بھی اپنے لشکر میں لوٹے تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں ایک آدمی تھا وہ جس پر بھی حملہ کرتا تھا وہ مارے بغیر نہیں چھوڑتا تھا۔ صحابہ کرام نے کہا جیسا جہاد اس شخص نے آج کیا ہے اس طرح کا جہاد کسی نے نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ ایک شخص نے کہا میں اس کی نگرانی کروں گا۔ پس وہ شخص اس کے ساتھ ہو گیا جب وہ کھڑا ہوتا تو وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا ہوتا وہ دوڑتا تو وہ بھی اسکے ساتھ دوڑتا۔ وہ شخص شدید زخمی ہو گیا اس نے موت کو جلد طلب کیا اور اپنی تلوار کی نوک اپنے سینے پر اور اسکا پھل زمین پر رکھا پھر اپنی تلوار پر زور دیا اور خود کشی کر لی۔ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا معاملہ ہے؟ اس نے عرض کی کہ آپ ﷺ نے جس آدمی کا کچھ دیر قبل ذکر کیا تھا کہ وہ اہل جہنم میں سے ہے تو لوگوں میں یہ بات بڑی تھی۔ میں نے کہا میں تمھارے لئے اس کے ساتھ ہوں گا۔ میں اس کی طلب میں نکلا یہاں تک کہ وہ شدید زخمی ہوا اور اس نے موت کو طلب کیا تلوار کا پھل زمین پر اور اس کی نوک اپنے سینے پر رکھا پھر اس پر زور دیا اور اپنے آپ کو قتل کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کوئی شخص اہل جنت والے کام کرتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اسے جنتی سمجھتے ہیں مگر وہ جہنمی ہوتا ہے اور کوئی شخص اہل جہنم والے کام کرتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اسے جہنمی خیال کرتے ہیں مگر وہ جنتی ہوتا ہے۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انتہائی تکلیف اور شدید زخمی ہونے کی صورت میں بھی کسی شخص کا خود کشی کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ اس شخص نے مشرکین کے ہاتھوں شدید زخمی ہونے کے بعد خود کو تکلیف سے نجات دینے کیلئے

خودکشی کی اس لئے اسے آپ ﷺ نے اسے اہل جہنم میں سے قرار دیا۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال کا دارومدار خواتیم پر ہے۔

### تیسری حدیث:۔

امام بخاری ایک اور حدیث روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

**حدثنا ابو الایمان اخبر شعیب حدثنا ابوا الزناد عن الاعرج عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال النبی صلی الله علیه وسلم الذی یخنق نفسه یخنقها فی النار و الذی یطعنها فی النار.(۴)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اپنی جان کو گلا گھونٹ کر ختم کرتا ہے وہ اسی طرح جہنم میں گلا گھونٹے گا اور جو اپنے آپ کو نیزہ مارتا ہے وہ اپنی جان کو جہنم میں نیزہ مارتا رہے گا۔''

### چوتھی حدیث:۔

امام بخاری روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کان فیمن کان قبلکم رجل به جرح فجزع فاخذ سکینا فحزبها یده فما رقأ الدم حتی مات قال الله تعالیٰ بادرنی عبدی بنفسه حرمت علیه الجنة.(۵)**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا:

''تم سے پہلے ایک آدمی تھا اس کو زخم لگا تو وہ صبر نہ کر سکا اس نے ایک چھری لی اور اپنا ہاتھ اس سے کاٹ لیا۔اس کا خون بہتا رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ اپنے نفس کے ساتھ مجھ سے آگے بڑھا میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔''

اس حدیث مبارکہ میں بھی رسول اللہ ﷺ نے خودکشی کرنے والے کے لئے وعید بیان فرمائی ہے کہ اس پر جنت حرام کر دی جاتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو اسے اس پر صبر کرنا چاہیے نہ یہ کہ اس تکلیف سے نجات حاصل کرنے کیلئے خود کو ختم کر لے۔

اس حدیث شریف سے ڈاکٹری اعانت کشی کا حرام ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔

## پانچویں حدیث:۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں:۔

حدثنا ابن نفيل حدثنا زهير حدثنا سماك حدثني جابر بن سمرة قال مرض رجل فصيح عليه فجاء جاره الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له انه قد مات قال وما يدريك قال انا رايته قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه لم يمت قال فرجع فصيح عليه فجاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انه قد مات فقال النبي صلى الله عليه وسلم انه لم يمت فرجع فصيح عليه فقالت امرأته انطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبره فقال الرجل اللهم العنه قال ثم انطلق الرجل فراه قد نحر نفسه بمشقص معه فانطلق الى النبي صلى الله عليه وسلم فاخبره انه قد مات فقال وما يدريك قال رايته ينحر نفسه بمشاقص معه قال انت رايته قال نعم قال الا لا اصلى عليه.(٦)

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بیمار ہوا تو اس پر لوگ چیخنے لگے۔اس کا پڑوسی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔اور عرض کیا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم؟ اس نے عرض کی کہ میں نے اسے دیکھا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا انتقال نہیں ہوا۔وہ واپس چلا گیا۔اس پر پھر چیخا گیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا عرض کی کہ وہ مر گیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ نہیں مرا۔وہ واپس لوٹ گیا۔اس پر پھر چیخا گیا تو اس کی بیوی نے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو اور خبر دو۔آدمی نے کہا: اے اللہ اس پر لعنت فرما۔کہا پھر وہ آدمی گیا تو اسے دیکھا کہ اس نے اپنے گلے کو تیر سے ذبح کر لیا۔وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور خبر دی کہ وہ مر گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم؟ اس نے کہا کہ میں نے خود اسکو اپنا گلا اپنے تیر سے کاٹتے ہوئے دیکھا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کو یہ کرتا ہوا دیکھا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔فرمایا: اس صورت میں میں اس پر نماز ادا نہیں کروں گا۔''

ان تمام احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی کرنا حرام ہے اور آخرت میں خودکشی کرنے والے کیلئے دردناک عذاب کی وعید ہے۔اسی طرح موخرالذکر احادیث سے ڈاکٹری اعانت خودکشی کا بھی حرام ہونا معلوم ہوتا ہے جس میں مریض ڈاکٹر سے تکلیف کی شدت کے باعث خودکشی میں تعاون کی اپیل کرتا ہے اور خود اپنے ہاتھ سے اپنے جسم میں زہر

اتار کی موت کو گلے لگالیتا ہے۔ ایسی تکلیف کی صورت میں مریض کو صبر کرنا چاہیے اور اللہ رب العزت سے مدد مانگنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی نماز جنازہ خود ادا فرماتے تھے مگر خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے سے آپ ﷺ نے خود کو روکے رکھا تا کہ دوسرے لوگوں کی حوصلہ شکنی ہو سکے اور وہ اس عمل حرام سے باز رہیں۔

## خودکشی اور فقہ اسلامی

اسلامی احکامات کے مطابق جب کسی مسلمان کا انتقال ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی خصوصی طور پر نماز جنازہ ادا فرمایا کرتے تھے کیونکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا ان پر نماز جنازہ پڑھنے کو باعث نجات و رحمت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

**وصل علیهم ان صلا تک سکن لهم وا لله سمیع علیم( التوبه:١٠٣ )**

''اور ان کے حق میں دعا فرمائیں۔ بے شک آپ کی دعا ان کے لئے باعث تسکین ہے۔ اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔''

ایک صحابیہ کے انتقال پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم ﷺ کو خبر نہ دی اور آپ ﷺ کے آرام کے پیش نظر خود ہی تجہیز و تکفین و نماز جنازہ کے بعد ان کی تدفین کردی۔ جب آپ ﷺ نے اس نئی قبر کو دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکید فرمائی کہ وہ آئندہ آپ ﷺ کو ضرور کسی کے انتقال کی خبر دیا کریں۔ پھر اس کی قبر پر نماز ادا فرمائی اور اس سے قبل فرمایا:

**فان صلاتی علیه له رحمة.(٧)**

بے شک میری نماز اس کے لئے رحمت ہے۔

اپنی امت پر اس قدر شفیق اور سراپا رحمت ہونے کے باوجود بعض اوقات نبی کریم ﷺ بعض اشخاص کی نماز جنازہ ادا کرنے سے منع فرمادیتے تھے جیسے مدیون کی نماز جنازہ پڑھانے سے آپ ﷺ کا رک جانا۔ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک میت کو لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے دوست کی نماز جنازہ ادا کرلو کیونکہ اس پر قرض ہے۔ (٨) یعنی آپ ﷺ نے خود اس کی نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی اور وہ شخص قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس عظیم شرف سے محروم رہا اسی طرح آپ ﷺ نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا کرنے سے بھی منع فرمایا۔ حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ روایت فرماتے ہیں:

**اخبرنا اسحق بن منصور قال انبانا ابو الولید قال حدثنا ابو خیثمه زهیر قال**

**حدثنا سماک عن ابن سمرة ان رجلا قتل نفسه بمشا قص فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما انا فلا اصلی علیه (۹)**

''حضرت ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے تیر سے خودکشی کرلی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کروں گا۔''

''آپ نے کا ان اشخاص کی نماز جنازہ ادا نہ کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان اعمال کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہے یا کسی مسلمان کو بھی اسکی نماز جنازہ ادا کرنے کی اجازت نہیں بلکہ آپ ﷺ کا ان کی نماز جنازہ ادا نہ کرنا ایسے اعمال پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ان کی حوصلہ شکنی کرنے کیلئے ہے تا کہ نبی کریم ﷺ کی دعائے جنازہ سے اس مرنے والے کا محروم ہونا دوسروں کیلئے نشان عبرت بن جائے اور اس عمل سے اجتناب کریں۔

اسلامی قانون کے مطابق خودکشی کرنا حرام ہے۔خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ اور غسل کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔حضرت علامہ عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

**قال ابو یوسف لایصلی علی قاتل نفسه لانه ظالم لنفس فیلحق بالباغی وقاطع الطریق وعند ابی حنیفه ومحمد یصلی علیه لان دمه هدر کمالومات حتفه.(۱۰)**

''ابو یوسف نے کہا: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے۔اس لئے اسے باغی اور ڈاکو شمار کیا جائیگا۔اور ابوحنیفہ اور محمد کے نزدیک اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی کیونکہ اس کا خون رائیگاں ہے جیسا کہ وہ اپنی موت مرا ہو۔''

مفتی بہ قول کے مطابق جو شخص خودکشی کا ارتکاب کرے اس کو غسل دیا جائے گا ور تکفین کے بعد اس کی نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی۔حضرت امام ابولیث سمرقندی فرماتے ہیں:۔

**رجل قتل نفسه یغسل ویکفن ویصلی علیه.(۱۱)**

''ایک شخص جس نے خود کو قتل کیا ہوا سے غسل دیا جائے گا اور کفن بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی ہوگی۔''

شیخ حسن شرنبلالی فرماتے ہیں۔

**وقاتل نفسه یغسل ویصلی علی) عند ابی حنیفة ومحمد وهو الاصح لا نه مومن مذنب.(۱۲)**

''(اور خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی) ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک اور وہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ وہ ایک گناہ گار مومن ہے۔''

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

**وفي الجامع الصغير من قتل نفسه يغسل ويصلى على قال الحجة وهو الصحيح لانه مؤمن مذنب فصار كغيره ومن اصحاب الكبار (١٣)**

''اور جامع صغیر میں ہے کہ جس نے خودکشی کی تو اسے غسل دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ حجہ نے کہا اور یہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ وہ ایک گناہ گار مومن ہے تو وہ دوسرے گناہ کبیرہ کرنے والوں کی طرح ہو گیا۔''

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

**والاصح انه يغسل ويصلىٰ عليه كما هو راى الامامين وبه افتى الامام الحلواني. (١٤)**

''اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ اسے غسل دیا جائے گا جیسا کہ یہ دونوں اماموں کی رائے ہے اور اسی پر امام حلوانی نے فتویٰ دیا ہے۔''

شیخ حدادیمنی فرماتے ہیں:

**لانه من اهل الكبائر ولم يحارب المسلمين وعن ابى يوسف لايصلى عليه لماروى ان رجلا نحره نفسه فلم يصل عليه النبى ﷺ وهو محمول عند ابى حنيفة على انه امر غيره بالصلاة عليه (١٥)**

''کیونکہ وہ کبیرہ گناہ کرنے والوں میں سے ہے اور اس نے مسلمانوں کے ساتھ محاربہ نہیں کیا اور ابو یوسف کے نزدیک اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنا گلا کاٹ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی یہ حدیث ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر محمول ہے کہ آپ ﷺ نے کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔''

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ علماء کے درمیان خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے تاہم مفتی بہ بات یہی ہے کہ خودکشی کرنے والے کو غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی کیونکہ وہ دوسروں کی طرح ایک فعل حرام کے ارتکاب کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے

۔نبی کریم ﷺ نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ اس لئے نہیں پڑھائی تاکہ ایسا عمل کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو اور آئندہ کوئی ایسا کام کرنے کا تصور نہ کرے لیکن آپ ﷺ کا دوسروں کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے نہ روکنا اور دوسروں کو ادا کرنے کی تلقین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔

## حواشی


۱۔التفسیرات الاحمدیہ:ص500-499

۲۔بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان،رقم الحدیث5778

۳۔بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان،رقم الحدیث2898

۴۔بخاری محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان،رقم الحدیث1365

۵۔بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان،رقم الحدیث3463

۶۔سجستانی،ابوداؤد سلیمان بن اشعث،سنن ابی داؤد،مکتبہ رحمانیہ،اردو بازار لاہور،رقم الحدیث3185

۷۔سنن ابن ماجہ،امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ربعی قزوینی،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،اشاعت جون2010لاہور،پاکستان رقم الحدیث1516

۸۔نسائی،احمد بن شعیب بن علی،سنن النسائی،المصباح پبلیشرز،حصہ اول،ص278

۹۔نسائی،احمد بن شعیب بن علی،سنن النسائی،المصباح پبلشرز،حصہ اول،ص 279

۱۰۔عینی،بدرالدین ابومحمد بن احمد،عمدۃ القاری،مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان،ج:8/ص:276

۱۱۔سمرقندی،ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم،فتاویٰ النوازل،دارالکتب العلمیہ،بیروت لبنان،2004ء،:ص:125

۱۲۔شرنبلانی،شیخ حسن بن عمار بن علی،مراقی الفلاح،قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی،ص602

۱۳۔دہلوی،مولانا،عالم بن علاء الدین انصاری،الفتاویٰ التاتارخانیہ،قدیمی کتب خانہ آرام باغ،کراچی پاکستان،ج:2ص:123

۱۴۔بزازی،شیخ محمد بن محمد شہاب،الفتاویٰ البزازیہ،دارالکتاب العلمیہ،بیروت لبنان،2009ء،ج:1/ص:70

۱۵۔یمنی،شیخ ابوبکر بن علی بن محمد حداد،الجوہرۃ النیرۃ،قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی،ج:1/ص:136

# بنگلہ دیش کے مفسرین عظام کا تعارف
# اور ان کی تفسیری خدمات

محمد عبدالحئی
ریسرچ اسکالر، اسلامک لرننگ ڈپارٹمنٹ

سرزمینِ بنگال میں قدیم زمانہ سے بے شمار محدثین عظام، ادباء، اور مفسرین عظام پیدا ہوئے، علامہ سخاوی نے اپنی کتاب ''الضوء اللامع'' میں بنگال کے ایسے ایسے علماء کی حالات لکھے ہیں جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مرجع خاص وعام تھے۔ لیکن بد قسمتی سے مفسرین قرآن کے حوالے سے ایسی کوئی کتاب یا ان کی حالات کے بارے میں کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی، تاریخ کے اوراق گردانی یا دوسری کتابوں کے مطالعہ سے علماء بنگال کے قدیم زمانے سے خدمتِ قرآن کے کارنامے نظر آتے ہیں، علمی اور عملی میدان میں ان کی خدمت قرآن بذاتِ خود گواہی پیش کر رہی ہے۔ کبار علماء سے سینہ باسینہ ان کی خدمت یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی۔ ان علماء کی محنت اور کاوش، قرآن کی تعلیم کی نشر واشاعت، لوگوں کو گمراہی سے راہِ ہدایت اور صراطِ مستقیم کی طرف لانا، شرک و بدعت سے راہِ روشن کی طرف رہنمائی کرنا، یہ خدمات انہوں نے وعظ ونصیحت کے علاوہ کتابت وتصانیف کی صورت میں بھی پیش کی ہیں، ان کے یہ ایثار اور قربانیوں کی تعریف وستائش خوب سنائی جاتی ہیں۔ لیکن ان کی یہ عظیم خدمات اور کارنامے پچھلے دور کے مؤرخین یا کوئی مؤلف قلمبند نہیں کر سکے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ پچھلے دور میں علم سینہ باسینہ منتقل ہوتا تھا تصنیفی شکل میں بہت ہی کم بلکہ شاذ ونادر ہی قلمی نسخے ملتے تھے، جس کی وجہ سے میں ۱۸۰۰ء صدی عیسویں سے ۱۹۰۰ء صدی عیسویں تک کے مفسرینِ بنگال اور ان کی تصنیفی خدمات پیش کرنے سے قاصر ہوں۔ میں نے اس سفر کے آغاز میں ہی تاریخ کا مطالعہ کیا، بنگال کے کبار علماء سے ملاقات کی، جہاں از خود پہنچنا ممکن نہ ہوا وہاں خط وکتابت اور فون سے رابطہ کیا مگر کسی کی طرف سے تسلی بخش جواب نہیں ملا اور خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خود بنگال میں علماء بنگال کے حالات بہت ہی کم قلمبند کئے گئے، جس طرح ہندوستان کے قدیم علماء، فقہاء، اور محدثین عظام رحمہم اللہ کے حالات یہاں کسی بڑی کتاب میں نہیں ملتے، اسی طرح بنگال کے اہلِ علم وفضل کے حالات بھی کسی بڑی کتاب میں نہیں ملتے، پھر بھی ایک محقق اور طالب علم کی ذمہ داری ہوتی ہے جو میں نے پوری کرنے کی حتی الامکان کوشش کی، اللہ مجھے توفیق عنایت فرمائیں۔